© rasailojaraid.com

سیاست میں شرافت کا مجسمہ حضرت مولانا معین الدین لکھوی

از قلم: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ و ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، قومی رہنما و بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیت ہمارے مربی استاد مفکر اسلام حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ کی وفات کی اطلاع 9 دسمبر 2011ء بروز جمعہ نماز فجر کے فوری بعد مجھے مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چونیاں ضلع قصور کے امیر مولانا بارک اللہ صمصام صاحب نے دی۔ آپ کے انتقال کا فون سنتے ہی فوری انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر راقم نے متعدد دفاتر اور شخصیات کو ملک بھر میں آپ کی وفات کی اطلاع دی اور شہر بھر کی اہل حدیث مساجد میں آپ کے انتقال اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے اعلانات کروائے تاکہ نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے احباب بروقت پہنچ سکیں۔ قافلے کی صورت میں اپنے رفقاء کے ہمراہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں نماز عصر کے وقت پہنچا۔ ادھر جامعہ کے باہر ہی آپ کی میت برائے زیارت و آخری دیدار کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ میں نے پر جوش رش میں بڑی مشکل میں ادھر ہی دیدار کیا۔ آخری دیدار کے تاثرات کچھ یوں ہیں کہ ایسی ملائمت، مسکراہٹ، اتنا سکون اور پر رونق تروتازہ چہرہ کم ہی کسی فوت شدہ کا دیکھنے میں آتا ہے۔ دیدار کر کے دلی راحت ہوئی اور ساتھ ہی آپ کے ہاں جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں اپنے دور طالب علمی کے گزرے ایام آنکھوں اور دماغ میں گردش کرنے لگے۔ جنازے کی ادائیگی کے بعد رات گئے گھر واپسی ہوئی اس کے بعد متعدد بار آپ کی شخصیت کے بارے لکھنے کی کوشش کی لیکن آپ کی جدائی اور صدمے کی شدت کی بنا پر اعصاب میں ہمت نہ ہوئی۔ میں علم و آفتاب، سیاست، امامت، خطابت کے امیر کارواں کی شخصیت و کردار، خدمات، اوصاف، وکمالات، اخلاص وللّٰہیت، زہد واستغنا، صبر وتحمل، عفو ودرگزر اور آثار وافکار کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہوں۔ کیوں کے آپ کی شخصیت جامع الصفات اور ہمہ جہتی تھی۔ آپ کی شخصیت کے بارے تاثرات لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے کیوں کہ آپ نے اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ بامقصد گزارا۔ آپ کی شخصیت نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو تھی۔ آپ بات کرتے تو حلاوت سماعتوں میں رس انڈیلنے لگتی، شیریں مقال کی ترکیب کا ان پر اطلاق کیا جائے تو اسے اپنے آپ پر ناز ہونے لگے۔ خدمت اسلام کا جذبہ اور نفاذ اسلام کی تڑپ انہیں ہر آن مضطرب و بے چین رکھتی تھی۔ کیوں کے ان کی پوری زندگی اسی جدوجہد میں عبارت رہی یہ جدوجہد کئی جہتی تھی۔ تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، سیاست اور ذکر وعبادات سمیت ہر میدان میں ان کی کاوشوں کا عنوان یہی رہا۔ وہ اسلام کے سچے اور سُچے داعی و مربی تھے۔ ایسے داعی کے اسلام کی آفاقیت کو قرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وحدیث کی صورت میں اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی جدوجہد حدود وقیود سے ماوراء تھی۔ انہیں حق بات کہنے کا جہاں بھی موقع ملتا وہ اس سے بھرپور استفادہ کرتے انہیں جس پلیٹ فارم سے بھی دعوت دی جاتی وہ اُسے قبول کرنے میں کسی جھجک کا مظاہرہ نہ کرتے۔ اللہ کریم نے انہیں ظاہری وباطنی حسن سے نوازا تھا۔ سفید رنگ تو تھا ہی نورایمان کی آمیزش نے اسے چار چاند لگادیئے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ ستاروں کے جھرمٹ میں ضوفشاں ماہتاب کی دھیمی دھیمی، ٹھنڈی ٹھنڈی کرنوں سے پورے ماحول میں رنگ وبہار کا سیلاب اُمڈآیا ہے۔ اس پر مستزاد انکی نفاست طبع تھی جو ہر دیکھنے والے کو کچھ یوں اپنا گرویدہ کرلیتی تھی کہ پھر کسی اور طرف نظر اٹھتی ہی نہ تھی۔ وہ محفل میں بیٹھے ہوئے ’’جانِ محفل‘‘ لگتے۔ گفتگو کرتے تو سماعت حظ لینے لگتی اور فکر کے دریچے وا ہوتے جاتے بے شمار نکات فکر سامنے آتے اور عمل کی گنجلک راہیں کشادہ ہوتی دکھلائی دینے لگتیں۔ وہ شاید اس لیے کہ انہوں نے اہل اللہ اور صاحب عزت وثروت کے خاندان اور علم وعمل اور تقویٰ کے ماحول میں پرورش پائی۔ اس ماحول کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کی بدولت انکی شخصیت میں امانت ودیانت، شرافت اور دین اسلام سے وابستگی کو اس قدر مضبوط کیا کہ اس جیسا اے زندگی! کہاں سے لاؤں کے مصداق کوئی نعم البدل نہیں۔ جماعتی زندگی اور ملکی سیاست میں ان کا منفرد اور نمایاں نام ومقام ہے۔ کیوں کے آپ انتہائی بے داغ اور صاف کردار کے مالک تھے۔ آپ نے روایتی سیاست دانوں کی طرح لوٹ مار مچانے، جائیدادیں بنانے، سکینڈ لائز ہونے کی بجائے شرافت اور نیک نامی کمائی۔ آج تک ان کے خلاف کسی دور حکومت میں کسی نے انگشت نمائی نہ کی۔ بڑے بڑے سیاست دان اور کئی مذہبی رہنما ان کے سامنے بھیگی بلی بنے نظر آتے۔ اختلاف رائے رکھنے کے باوجود مسلک اہل حدیث کے تمام گروہوں اور ملکی سیاست کے ہر حلقے میں ان کے نام کا احترام کیا جاتا تھا۔ اس کا منظر نہ صرف آپ کی زندگی میں بلکہ آپ کی وفات اور نماز جنازہ کے موقع پر بھی دیکھنے میں آیا۔ مضمون میں طوالت کی وجہ سے اختصار سے کام لیتے ہوئے میں آپ کے خاندانی حالات وواقعات اور آپ کے تعلیمی مراحل اور اساتذہ کرام اور تلامذہ کے تذکرہ کی بجائے ان کی زندگی کے ان واقعات ومشاہدات کو ذیل میں درج کررہا ہوں جو میری آنکھوں کی بصارت اور کانوں کی سماعت میں آئے (مولانا کا تفصیلی انٹرویو راقم نے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور جلد نمبر 46 شمارہ 12، 28 جون 2002ء کو شائع کیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں) ویسے تو ہمارا خاندان مذہبی، علمی اور پورا گاؤں ڈاہر ضلع اوکاڑہ علماء وحفاظ کے نام سے معروف ہے۔ لکھوی، روپڑی علماء حضرات کی آمد ورفت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کی وساطت سے ہوتی رہتی تھی۔ میں نے بھی اپنے والد گرامی شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا عطاء اللہ حنیف خطیب اعظم کوٹ رادھا کشن قصور کی زبان لکھوی خاندان کا تذکرہ اور حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھویؒ کا نام سن رکھا تھا۔ مگر ان سے شرف ملاقات کی سعادت غالباً 92-1991ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کی معروف درسگاہ دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال اوکاڑہ کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر میسر آئی۔ یاد رہے کہ کانفرنس کے اختتام پر نماز فجر کی امامت اور بعدازاں درس قرآن وحدیث ایک عرصہ دراز سے ادھر ان کا معمول رہا۔ میں نے میٹرک کے امتحان سے فراغت حاصل کی تو مجھے والد گرامی نے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں داخل کروادیا۔ ادھر میں 1995ء سے 2000ء تک زیر تعلیم رہا۔ اس دوران مجھے حضرت لکھویؒ کے زیر سایہ اور زیر سرپرستی کی خاص عنایت رہی۔ اسی بنا پر تو میں واقعات درج کررہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کی ترقی میں کردار:

آپ نے قیام پاکستان سے تادم آخر بغیر کسی ماہانہ وظیفہ کے عمر بھر جامعہ محمدیہ کی نظامت کی خدمت سرانجام دی ہے۔ یاد رہے کہ جامعہ محمدیہ ایشیاء کی قدیم ترین بین الاقوامی شہرت یافتہ تاریخی درسگاہ ہے جو دارالعلوم دیوبند سے اپنی عمر کے اعتبار سے 10 سال بڑی ہے۔ تقریباً ایک سو چھپن برس کے اس عرصہ میں آج تک ہزاروں تشنگان علم اس سے اپنی علمی پیاس بجھا چکے ہیں۔ جو کہ برصغیر پاک وہند کے علاوہ دیگر اسلامی وغیر اسلامی ممالک میں بطور شیوخ پروفیسر، ڈاکٹر، قراء اور علماء کی صورت میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ابتداءً بڑے باباجی حضرت مولانا محی الدین لکھویؒ کی طرف سے مدرسہ کے طلبا کے تعاون کے سلسلہ میں عدم دلچسپی محسوس کی۔ تو حضرت لکھویؒ (یعنی مولانا معین الدین لکھویؒ) نے اس بات کی شکایت اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں جا کر عرض کی۔ قرآن وحدیث کی اشاعت اور شرک وبدعات میں مبتلا عوام الناس کی اصلاح وتربیت کیلئے دینی ادارہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ آباء واجداد کے لگائے گلشن کی آبیاری لازمی امر ہے۔ والدہ ماجدہ نے ساری گفتگو سننے کے بعد اپنے بڑے بیٹے مولانا محی الدین کی الفت وشفقت کے جذبات میں ایسی تربیت کی اس کے بعد کبھی دوبارہ حضرت لکھویؒ کو شکایت کا موقع نہ ملا۔

نمبر2: میں نے دوران طالب علمی حضرت لکھویؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ موجودہ جگہ اس کے نام رجسٹرڈ نہیں ہے۔ آپ یہ جگہ اپنے اثرورسوخ کی بنا پر جامعہ کے نام رجسٹرڈ کروالیں۔ میں نے انہیں مدرسہ جامعہ محمودیہ عربیہ اوکاڑہ کے مدرس قاری عبدالقادر کی ترغیب پر کئی دیوبندی اداروں کی نشان دہی کی جو کہ انھوں نے محکمہ اوقاف سے رجسٹرڈ کروائے تھے۔ حضرت لکھویؒ جواباً مجھے فرمانے لگے اگر میری زندگی میں محکمہ اوقاف نے اسے اپنی تحویل میں نہیں لیا تو پھر میرے مرنے کے بعد بھی تحویل میں نہیں لے سکتے (ان شاء اللہ)۔ اس موقع پر آپ نے مجھے حضرت بابا محمد اسمٰعیل بخاری (المعروف کرماں والے) اوکاڑہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالے سے یہ بات سنائی کہ جب ہم ہجرت کر کے یہاں آئے تو آئے دن پولیس والے ہمیں تنگ کرتے رہے تا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہم موجودہ جامعہ محمدیہ والی جگہ چھین لیں۔ بلکہ اسے چھیننے کی باقاعدہ کوششیں بھی ہوئیں۔ ایک روز میں انکے ہاں کرماں والے ملنے گیا۔ انہوں نے مجھے اپنے مسائل واحوال سے آگاہ کیا۔ ہمارے آپس میں ادھر ہندوستان سے بھی اچھے مراسم تھے۔ میں نے اوکاڑہ شہر کے حال واحوال کا تذکرہ کیا۔ تو وہ مجھے کہنے لگے کے حوصلہ رکھیں ہم فقیر جہاں بیٹھ چکے ہیں اب ہمیں ادھر سے کوئی اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ حضرت لکھویؒ فرمانے لگے کے مجھے ان کی بات سن کر مزید حوصلہ ہوا یادرکھیں ہمیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کامل ہے۔ یہ جگہ جامعہ محمدیہ کے پاس ہے اور رہے گی۔ اکثر حضرت لکھویؒ فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے فنڈز کے حصول کا مرحلہ بڑا ہی کٹھن ہوتا ہے۔

☆ نماز فجر کی امامت اور تدریسی کلاس:

حضرت لکھویؒ نے اپنی دینی، روحانی، تبلیغی، جماعتی اور سیاسی مصروفیات کی بنا پر باقاعدہ طور پر تو کسی کلاس کو اسباق نہیں پڑھائے۔ مگر گھر میں موجودگی کی صورت میں نماز فجر کی امامت اور جامعہ میں خطبہ جمعہ آپ کا معمول رہا۔ جس روز آپ نماز فجر کی امامت کرواتے بعد میں درس قرآن اور جامعہ میں زیر تعلیم طلباء کی نحو وصرف کی صورت حال کو جاننے کی غرض سے انہیں ان میں پختگی کیلئے قرآن پاک کا پارہ اول یا آخری سپارے کی تراکیب اور گرائمر کو سنتے اور طلباء کی اس سلسلے میں خاص رہنمائی بھی فرماتے رہے۔

☆ علم کے حصول میں نیت خالص سے محرومی کی سزا:

حضرت لکھویؒ اکثر اوقات دوران درس قرآن وحدیث میں اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ علم کے حصول میں اپنی نیتوں میں خلوص پیدا کرلو۔ کیوں کہ اگر نیت خالص نہ ہوگی تو پھر اچھے سے اچھا عمل بھی رائیگاں اور آخرت میں اجر وثواب سے محرومی کا سامنا ہوگا۔ دنیا میں ہر انسان کو اس کے مقدر کا رزق مل کے ہی رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اگر آپ نے اپنے روزگار کے حصول کے لئے دین اسلام کو سیکھا تو یہ آپ کی بدنصیبی میرے نزدیک تصور ہوگی آپ فرماتے تھے کہ دینِ اسلام کی تعلیمات کو شوق اور خالص نیت سے سیکھو اور پڑھو تا کہ اسے آگے معاشرے میں دوسرے لوگوں تک پھیلا سکو۔ اس سے آپ کو عزت، دولت کے ساتھ آخرت میں اجر وثواب بھی ملے گا۔ (ان شاء اللہ)

☆ دوران نماز وسوسوں کا علاج:

حضرت لکھویؒ سے راقم الحروف نے ایک دفعہ سوال کیا استاد محترم نمازی کو اگر اکثر دوران نماز خیالات آتے ہوں تو ان کا علاج کیسے ممکن؟ فرمانے لگے نمازی کو چاہیے اپنے وضو کو مسنون طریقے سے کامل بنانے میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمانے لگے وضو دل جمعی، راحت اور کامل توجہ سے کرنے سے خیالات کی بیماری کا خاتمہ ہوگا۔ میں نے تجربہ بھی کیا واقعتاً فائدہ ملا۔

☆ بدکلامی کے مقابلے میں صبر وتحمل:

جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں زیر تعلیم رہنے والے تقریباً تمام طلباء جامعہ سے متصل حکیم مولانا عبد الواحد یزدانی صاحب کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ خود بھی جامعہ سے فیض یافتہ ہیں۔ انہیں بھی ذاتی طور پر ان سے کوئی دشمنی نہ تھی بلکہ ان کی تنقید برائے تنقید نہ تھی۔ بلکہ وہ برائے اصلاح تنقید کیا کرتے تھے۔ حضرت یزدانی باتوں باتوں میں جلال میں آجاتے تھے وہ اکثر طور پر حضرت لکھویؒ کی موجودگی اور عدم موجودگی وہ کچھ بیان طلبا کے سامنے کرتے تھے۔ جنہیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر حضرت لکھویؒ ارادتاً چاہتے تو ان کو ان کی باتوں کی سزاء منٹوں میں دلوا یا انہیں کسی دوسرے طریقے سے خاموش کرواسکتے تھے۔ بلکہ حضرت لکھویؒ تمام باتوں کا علم رکھنے کے باوجود نہ کبھی طلباء کو منع کیا کہ اس کی دکان پر نہ جائیں اور نہ ہی حضرت یزدانی کو جامعہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی سے منع کیا۔ اسی طرح دوسرا واقعہ ہمیں اوکاڑہ اسٹیڈیم میں صبح دوران سیر درپیش آیا۔ اس روز میں اکیلا ان کے ہمراہ تھا۔ ایک اجنبی شخص غلیظ گالیاں اور بدکلامی کرتا ہوا اپنی زبان سے میاں نواز شریف اور ان کے حواریوں کو بھی اپنا موضوع سخن بنا رہا تھا۔ اس شخص نے اسٹیڈیم سے ایک اینٹ کا ٹکڑا بھی ہاتھ میں اٹھا لیا۔ پہلے اس کی آواز دور سے سن رہے تھے وہ آہستہ آہستہ ہمارے قریب اور ہم اس کے قریب ہوتے چلے گئے کیونکہ حضرت لکھویؒ کا (جہاں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی) اس پورے سٹیڈیم کے گرد چار چکر تقریباً روزانہ کا معمول تھا۔ میں نے حضرت لکھویؒ کو آہستگی سے کہا کہ حضرت استاد جی ہمارے پاس کسی قسم کا اسلحہ بھی نہیں یہ مسلسل بدکلامی بھی کر رہا ہے۔ اگر اس نے مزید کچھ کہا یا آپ کو اینٹ مارنے کی کوشش کی تو اس سے پہلے خود اسے نہ پکڑ لوں؟ فرمانے لگے تو خاموش رہ۔ آپ کی بات سن کر حیران ہوا کہ آپ مجھے کیسا مشورہ دے رہے ہیں۔ جب اس شخص کے پاس سے گزرے تو اسے مزید کچھ کہنے یا حرکت کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ پھر ہمارے دوسرے چکر کاٹ کے آنے سے قبل وہ ادھر سے غائب تھا۔ آپ کے صبر وتحمل کی بدولت میں تو اسے آپ کی کرامت سمجھتا ہوں۔

☆ معقول رقم سے معافی اور بہتر تشخیص:

یہ حضرت لکھویؒ کی راقم الحروف پر شفقت ومحبت کی دلیل ہے کہ آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیمؒ ودیگر اساتذہ کے ہمراہ میری شادی کے موقعہ پر دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔ حضرت لکھویؒ میرے گھریلو حالات سے اچھی طرح واقف کار بھی تھے۔ میرے چھوٹی ہمشیرہ ایس۔ ایل۔ ای جیسے مہلک مرض میں کافی عرصہ مبتلا رہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم نے کافی مقامات سے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آج سے کوئی سات سال قبل آپ نے مجھے خود فون کر کے اسے دم وغیرہ کروانے کے لئے اوکاڑہ میں آنے کو کہا۔ میں اپنی ہمشیرہ کو لیکر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ دم سے قبل آپ نے کہا کہ آپ کو بارہ سو روپے ادا کرنے ہونگے میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ کچھ دیر بعد نماز ظہر کی اذان ہوئی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ شیخ صاحب میں تو گھر سے دم کیلیئے پیسے لیکر نہیں آیا اب حضرت لکھویؒ نے تو بارہ سو روپے طلب کیئے آپ مجھے ادھار عنایت کر دیں گھر جا کر آپ کو بذریعہ منی آڈر بھیج دوں گا۔ شیخ صاحب فرمانے لگے کہ بارہ سو روپے دے دیتا ہوں مگر ایک مشورہ ہے ایک طرف تو آپ پر مشفق مہربان ہیں۔ اس سلسلہ میں میری رائے تو یہی ہے کہ آپ انہیں کہیں حضرت لکھویؒ صاحب میں تو گھر سے رقم لیکر نہیں آیا گھر سے آپ کو بھیج دوں گا مجھے ان کا مشورہ اچھا لگا۔ میں حضرت لکھویؒ کے پاس واپس دفتر میں گیا۔ دم وغیرہ کے اختتام پر میں نے عرض کیا حضرت استاد محترم کتنے پیسے؟ فرمانے لگے پیسے آپ سے لینے ہیں! جائیں کوئی بات نہیں آپ گھر جا کر باقاعدگی سے اسے دم وغیرہ کریں فرمانے لگے کہ آپ کے گھر میں شیطانی سازش کے تحت سارے حالات خراب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے خلوص سے نیت توبہ اور استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ اسے شفاء دے گا۔

☆ جماعتی اتحاد میں حضرت لکھویؒ کا کردار:

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے پہلی دفعہ مولانا میاں محمد جمیل ایم۔ اے صاحب اور دوسری دفعہ پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی صاحب کی نگرانی میں وفد میری موجوگی میں آپ کے ہاں حاضر خدمت ہوا۔ ہمیشہ آپ نے آنے والے مہمانان گرامی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے دوران گفتگو تو مسائل زیر بحث آتے ہیں جماعتی اتحاد و صلح میں دراصل رکاوٹ حضرت لکھویؒ کی شخصیت ہرگز نہ تھی بلکہ کچھ دوسرے احباب تھے جنہیں خطرہ تھا کہ اگر اتحاد ہوا تو پھر ان کا مستقبل تاریک ہوسکتا ہے۔ آپ ان کی ناراضگی کی وجہ سے کافی عرصہ صلح کے معاملے میں دور رہے۔ بالآخر حضرت لکھویؒ نے اپنی زندگی میں ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث میں واپسی اختیار کر کے عمدہ قدم اٹھایا یاد رہے کہ میں حضرت لکھویؒ کی زبان کے الفاظ میں وہ باتیں دوہرا رہا ہوں جو آپ نے صلح سے قبل میرے ساتھ کئی بار کیں۔ حضرت لکھویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کو استعفیٰ کب دیا ہے؟ نہ ہی انہوں نے مجھے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے الگ کیا ہے تو پھر میں اکثر عرض کیا کرتا تھا جب آپ نے استعفیٰ بھی نہیں دیا انہوں نے آپ کو جماعت سے الگ بھی نہیں کیا تو پھر حضرت دیر کس بات کی ہے؟ یہ دوری

© rasailojaraid.com

نزدیکی میں تبدیل کیوں نہیں ہو سکتی آپ نے تو اپنے گھر دفتر میں واپس جانا ہے کون ہے جو آپ کو 106 راوی روڈ میں جانے سے روکے؟ بہرحال ان کی واپسی سے جماعتی نظم کو مزید استحکام ملا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت الامیر علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور ان کے رفقاء کے خلوص اور محنت کا نتیجہ ہے کہ آج دو بڑے گروپ ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو کر قرآن وحدیث کی اشاعت وترویج میں سرگرم عمل ہیں۔

☆ موجودہ جمہوری نظام کے حوالے سے حضرت لکھویؒ کا نقطہ نظر:

آپ نے دسمبر 1994ء کو ماہنامہ صراط مستقیم کراچی کو انٹرویو کے دوران کہا کہ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ جمہوری نظام کو سمجھے بغیر اس پر کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔ پاکستان میں جو جمہوریت ہے اس کو ایک قانون کے ذریعے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے تابع کر دیا گیا ہے۔ اس جمہوریت کو کفر کہنا غلط ہے بلکہ جہالت ہے۔ لیکن جو لوگ باہر سے پیسے لیکر کہہ چکے ہیں کہ جمہوریت کفر ہے اب اس سے ہٹنے کیلئے تیار نہیں کیوں کے اس طرح ان کا پیسہ آنا بند ہو جائے گا۔ اب آپ دیکھیں کے اکثریت جس طرف ہو اور ایک اکثریت جو قانون بنائے وہ ہی بنتا ہے اور اگر اکثریت اس بات کی پابند ہو کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق قانون بنا سکتے ہیں۔ اس کے خلاف نہیں بنا سکتے تو اس کو آپ کس طرح کفر کہیں گے؟ اصل میں علم کے ساتھ ساتھ عقل بھی ہونی چاہیے۔ قرارداد مقاصد پاس ہونے کے بعد اس میں جو جمہوریت ہے اس کو کفر کہنا غلط ہے۔ لیکن میں اس کو بالکل معصوم نہیں سمجھتا اس میں کچھ غلطیاں اور نقائص بھی ہیں تاہم وہ غلطیاں ایسی نہیں کہ ان کی وجہ سے پورے نظام کو کفر قرار دیا جائے۔ اس نظام کی خامیوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اچھے لوگ اسمبلی میں پہنچیں گے تو اصلاح ہوگی اگر اچھے لوگ گھروں میں بیٹھے رہے یا مسجدوں میں بیٹھے رہے تو اصلاح کون کریگا؟

☆ قرآن سنت کی بالادستی کیلئے میری سیاست:

حضرت لکھویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اسمبلی میں قرآن وسنت کی پوری نمائندگی کی ہے اور ڈٹ کر کی ہے۔ اسمبلی کی فائلیں اور اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے قانون سازی پر گہری نظر رکھی ہے جب صدر ضیاء الحق کا دور تھا اسکی مجلس شوریٰ کے رکن ہونے کی حیثیت سے میں نے قرآن وسنت کے مطابق قوانین بنوائے اور اُن کی اصلاح کروائی۔ بعض قوانین مثلاً قانون شہادت، قانون دیت وقصاص، قانون عشر وزکوۃ اور شرعی عدالت وغیرہ۔ تو میری کوششوں کے نتیجے میں بن سکے وگرنہ وہ بنتے نظر نہیں آرہے تھے۔ کہیں وکلاء میں اختلاف تھا، کہیں ماڈرن مستورات رکاوٹ بن رہی تھیں، کہیں کوئی فتنہ سر اٹھا رہی تھیں، کوئی فقہ جعفریہ کے مطابق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قانون سازی چاہتا تھا، تو کوئی فقہ حنفیہ کے مطابق لیکن میں نے (الحمدللہ) سب کو قرآن وسنت پر قائل کیا اور یوں وہ قوانین بن سکے تھے۔ فرمایا کرتے تھے اگر ہم سیاست سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاست میں قرآن وسنت کا نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ ہم نے یہ وطن عزیز قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ اس میں اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی۔

☆ سیاست میں دو تاریخی اور ایک انقلابی کارنامہ:

1997ء کے انتخابی الیکشن میں آپ نے اپنے مدمقابل سابق وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف نکئی کو انسٹھ ہزار سات سو ووٹ حاصل کر کے تاریخی شکست سے دوچار کیا کیوں کہ ضلع قصور کی تاریخ میں کسی سیاست دان نے عارف نکئی کو اتنے ووٹوں سے کبھی شکست نہیں دی تھی۔ اس تاریخی فتح کے ساتھ سابق صدر پرویز مشرف کے دور سیاہ کے قومی انتخابات سے ایک ہفتہ قبل جو کہ مولانا حضرت لکھویؒ کی زندگی کا آخری الیکشن تھا۔ آپ نے آزادانہ حیثیت سے الیکشن غالباً انتخابی چاند کے نشان سے لڑا تھا۔ صدر پاکستان کو اس کی مختلف حساس ایجنسیوں نے مطلع کر دیا کہ یہ نشست اور حضرت لکھویؒ صاحب کی فتح یقینی ہے۔ اس نے مولانا لکھویؒ سے رابطہ کرنے کے علاوہ انہیں مستقبل میں ان کی حمایت حاصل کرنا چاہی جسے آپ نے نامنظور کیا۔ الیکشن کے دوران رات گئے نتائج میں فتح کی نوید سن کر حلقے کی عوام اور کارکنان سوئے صبح کی نشریات میں حکومتی حلقہ نے نتیجہ تبدیل کر دیا۔ بعد میں آپ نے اس سلسلہ میں قانونی چارہ جوئی کی مگر آمر کے دور سیاہ میں انصاف حاصل ہو یہ بات ناممکنات میں سے تھی۔ سیاست میں یہ دو کارنامے تاریخی یادگار رہیں گے انقلابی حوالے سے یاد رہے کہ جب پاکستان کے ازلی دشمن بھارت نے ایٹمی دھماکے کیے تو پاکستان کا بھی حق بنتا تھا کہ وہ اپنی قوت کا اظہار کر کے دشمن کو اپنے زندہ ہونے کا ثبوت مہیا کرے مگر یہ بات وقت کی باطل طاقت امریکہ کو ناقابل برداشت تھی۔ اس نے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو واشنگٹن طلب کر کے ڈارنے کے ساتھ کئی لالچ دیکر واپس بھیج دیا۔ واپسی پر وزیر اعظم نے ملک بھر سے سیاسی، مذہبی اور سماجی رہنماؤں کا اجلاس طلب کیا۔ اس میں ساری صورت حال سے رہنماؤں کو آگاہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں بعض مذہبی رہنماؤں نے صلح حدیبیہ جیسی مثال دیکر ایٹمی دھماکے نہ کرنے کی رائے دی۔ مگر حضرت لکھویؒ نے اس اجلاس میں بڑی جرات وغیرت ایمانی کے جذبے سے خطاب کرتے ہوئے رائے دی کہ میاں صاحب آپ اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد کریں کسی باطل طاقت سے خوف زدہ ہونے کی بجائے اپنے ازلی دشمن کے مقابلے میں ایٹمی دھماکے کر کے عالم اسلام میں پاکستان کا نام روشن کریں۔ اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو ہمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دی۔ انہوں نے یہ عظیم فریضہ سرانجام دیا۔ جس کی بدولت بھارت میں اب پہلے والی للکار نہیں رہی اور نہ ہوگی۔ (ان شاء اللہ) اس واقعہ کی آپ کو اس قدر دلی تسکین میسر ہوئی جو کہ اس سے قبل کبھی نہیں ملی۔ آپ نے ایٹمی دھماکے کے اعزاز میں رب العالمین کی بارگاہ میں خصوصی دعائیں بھی کیں۔ حضرت لکھویؒ کی اس رائے تائید وحمایت کی تعریف آپ کے سیاسی مذہبی حریف بھی کرتے ہیں اور کرتے رہے گے۔

☆ دہشت گردی کی خونی لہر اور آپ کا توکل:

وطن عزیز میں 98-1997ء کو مذہبی وسیاسی ہونے والی دہشت گردی سے تمام اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔ وطن عزیز کے جیسے بھی حالات رہے آپ نے حکومت اور اپوزیشن کے کسی بھی دور میں میرے علم کے مطابق اپنا محافظ گارڈ نہیں رکھا۔ دوران تعلیم نماز فجر کے وقت انہیں میں کئی دفعہ لینے حاضر ہوا گھر کے آگے دروازے کے پاس دیکھ کر مجھے فرمانے لگے آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں؟ جامعہ محمدیہ کی موجودہ عمارت ان دنوں زیر تعمیر تھی میں نے انہیں کئی دفعہ رائے دی کہ جامعہ کے طلبا کی ڈیوٹی لگادیں کم ازکم دوران نماز تو پہرہ دے دیا کریں۔ پھر کچھ اساتذہ نے باہمی مشاورت سے چند ماہ طلبہ کی اس سلسلہ میں ڈیوٹی لگائی۔ مگر آپ نے ہمیں اپنی طرف سے اس کی اجازت نہ دی۔ البتہ مجھے ایک دوبار مسکراتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ کی ریش دیکھ کر احساس وفکر ہے کہیں آپ کو (لشکر جھنگوی کے سپاہ سالار ریاض بسرا کی مشابہت میں کہیں کوئی آپ کو گرفتار نہ کرلے) احتیاط کیا کرو ساتھ کہا کہ 1977ء کی تحریک مصطفےٰ کے دوران کئی مذہبی وسیاسی رہنماؤں کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔ بعض مذہبی رہنما کھیتوں میں جا گھسے اور بعض نے تو اپنی ریش تک کو چھوٹی کروالیا تھا۔ بعدازاں انہوں نے اپنے وزیٹنگ کارڈ پر ڈاکٹر پروفیسر محمد حمود لکھوی صاحب کو کہہ کر یہ عبارت لکھوادی کہ محمد یحییٰ عزیز ہمارے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں زیر تعلیم ہے اس کا کسی قسم کا دوسری سپاہ یا لشکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کارڈ میرے پاس اب بھی محفوظ بطور یادگار ہے۔

☆ حضرت لکھویؒ کے دوران سیر دو معمولات:

صبح کی سیر سے واپسی کے بعد عموماً اپنے بیٹوں یا پھر اپنی بیٹیوں کے گھروں میں ضرور تشریف لے جاتے اور کئی دفعہ عزیز داروں، جماعتی احباب وغیرہ کی تیمارداری کیلئے انکے ہاں تشریف لے جاتے۔ اہل خانہ مجھے بیٹھک میں ناشتہ وغیرہ بھیج دیا کرتے تھے واپسی پر راستے میں کئی دفعہ حضرت لکھویؒ راقم سے پوچھ بھی لیا کرتے تھے کیا آپ کو انہوں نے ناشتہ کروا دیا تھا؟ میں جواباً عرض کرتا کہ جب آپ خود شفقت کرتے ہیں تو کیا وہ خیال نہ کریں گے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ حضرت لکھویؒ کی مہمان نوازی خود کھانے وغیرہ سے لاعلمی:

حضرت لکھویؒ میں دیگر خوبیوں کے ساتھ مہمان نوازی کا وصف بھی موجود تھا۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ملازمین واپس آ کر عذر پیش کرتے کہ فلاں فلاں چیز میسر نہیں۔ آپ انہیں حکم کرتے بازار سے میسر نہیں تو پھر گھر سے کوئی دوسری چیز بنوا کر کیوں نہیں لائے؟ خود انہیں اپنی روحانی، دینی اور جماعتی مصروفیات کی بنا پر وقت نہیں ملتا تھا بعض دفعہ بغیر ناشتہ اور دوپہر کا کھانا کھائے مصروف امور رہتے عشاء کا وقت ہو جاتا ملازمین سے پوچھتے کیا میں نے آج ناشتہ یا کھانا نہیں کھایا جواباً وہ عرض کرتے آج آپ کو وقت نہ مل سکا۔ ناشتہ کب کرتے کیوں کہ دور دراز سے عوام الناس کی جامعہ میں علی الصبح آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ آپ کا ڈرائیور جو کافی عرصہ آپ کے ہمراہ رہا اس کا نام غالباً محمد سلیم تھا۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ خود تو باباجی کچھ کھاتے نہیں اگر کچھ تناول فرمائیں بھی تو برائے نام جب آپ کھانے سے فراغت حاصل کرلیں چاہے میں نے بہت کم یا ابھی شروع ہی کیا ہو تو مجھے چھوڑ کر ان کے ہمراہ چلنا ہوتا تھا۔ اس لیے کھانے کا شیڈول اسی وجہ سے بگڑ چکا ہے۔

☆ مجھ پر خود اعتمادی اور سزا سے معافی:

غالباً یہ بات 2009ء کے آخر 2010ء کے آغاز کی ہے مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کے معتبر ذمہ داران شخصیات نے حضرت لکھویؒ کو ان کی زندگی کے حالات و واقعات کو تحریر کرنے یا کسی سے لکھوانے کی رائے دی جسے آپ نے قبول کرلیا۔ مگر یہ تمام لکھنے کی ذمہ داری کون ادا کرے گا؟ احباب نے حضرت لکھویؒ کے سامنے کئی اہل علم احباب گرامی اسماء ذکر کیے۔ جنہیں آپ نے نظر انداز کیا۔ اسی مجلس میں ایک صاحب نے میرا نام لیا انہوں نے بخوشی اجازت دی کہ اسے رابطہ کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ رابطہ کے بعد اوکاڑہ حاضر بھی ہوا۔ مگر بعض وجوہات کی بنا پر اس ذمہ داری کو پورا نہ کر سکا۔ حضرت لکھویؒ کی سزا سے مجھے معافی کے دو واقعات ہیں۔ کسی نے شکایت لگائی کے یہ علامہ ساجد میر گروپ کے اشتہار آپ کی جماعت کے اتار کر جامعہ میں چسپاں کرتا ہے۔ میری آپ کے ہاں طلبی ہوئی میں نے عرض کیا میں نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی کوئی ثبوت ہیں تو بتائیں پھر آپ نے مجھے کچھ نہیں کہا اسی طرح نماز فجر کے بعد درس قرآن سے بغیر لڑکے کمروں میں آ کر سو جاتے تھے آپ عموماً جامعہ میں دوران اسباق اور درس قرآن کے بعد ہر کمرے میں چکر لگاتے تھے۔ اس وقت سونے والوں منع کرتے یہ وقت ہونے کیلئے مناسب نہیں ہوتا۔ ایک روز میں خود کمرے میں آ کر سو گیا میرے ساتھ بخاری والے کمرے میں چار مزید بخاری کلاس والے لڑکے تھے۔ حضرت لکھویؒ کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چکر لگا ہم پکڑے گئے ہر طالب علم کی اس موقع پر تو ضع ہوئی میری باری آئی تو میں نے کہا کہ مجھے پیٹ میں درد تھا۔ آپ نے مجھے کچھ نہ کہا۔ تقریباً نصف گھنٹہ بعد جب گھر سے واپس سیر کیلیے روانگی شروع ہوئی تو میں جامعہ سے ان کے ہمراہ چل پڑا۔ مسکرا کر فرمانے لگے اب تیرے پیٹ کی درد کیا ٹھیک ہوگئی؟ میں نے جواباً عرض کیا جی پہلے سے بہتر ہے۔

☆ دوسری شادی کی پیشکش اور معذرت:

معاشرے میں آجکل جائز کام کو ہدف تنقید اور غلط کام پر خاموشی کا رواج ہے۔ اسلام نے دوسری شادی کی اجازت دی ہے۔ مگر بعض مخالفین محض حسد کی بنا پر جھوٹی افوائیں پھیلا دیتے ہیں۔ ہم میں سے اکثریت بغیر تحقیق اس خبر کو آگے پھیلا دیتے ہیں۔ دوسری شادی کی خبر آپ کے مخالفین نے خوب پھیلائی کہ حضرت لکھویؒ نے اپنے پاس دم کے لئے آنے والی خوبصورت جوان دوشیزہ سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ حقیقت کچھ یوں ہے کہ ہماری مسجد محمدی اہل حدیث کوٹ رادھا کشن کے سابق مدرس قاری محمد شفیع پرواز صاحب جو کہ آجکل گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ سردار محمد خاں (کوٹ رادھا کشن) میں بطور عربی ٹیچر خدمات سرانجام دیتے ہیں ایک دن فرمانے لگے۔ جن دنوں حضرت لکھویؒ کی دوسری شادی کا خوب چرچا تھا قدرتی طور پر اسی گاؤں کے ہائی سکول میں میٹرک کے امتحان میں بطور نگران ڈیوٹی مقرر ہوئی۔ میں نے جس بزرگ کے حوالے سے سن رکھا تھا۔ انہیں میں ان کے گھر جا کر ملا ساری صورتحال سے خبر معلوم کی تو وہ بزرگ شخص فرمانے لگے میری آخری بیٹی جوان تھی۔ حضرت لکھویؒ کی اہلیہ کے انتقال کو تقریباً عرصہ دس سال ہو چکا تھا میں نے خود حضرت لکھویؒ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ہمارے مشفق و مہربان بزرگ ہیں میری خواہش ہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے ساتھ کر دوں تو حضرت لکھویؒ نے کہا کہ مجھے میرے سیاسی، روحانی، دینی اور تبلیغی امور کی بنا پر فرصت نہیں ملتی لہذا اس سلسلہ میں میری معذرت قبول کریں۔ بات صرف اتنی تھی مگر مخالفین اور صاحب علم لوگوں نے بغیر تصدیق کے اس بات کا خوب چرچا کیا۔

☆ حضرت لکھویؒ کا طریقہ دم:

حضرت لکھویؒ اپنے پاس آنے والے روحانی مریضوں کو بطور نصیحت فرمایا کرتے تھے پاکیزگی ظاہری و باطنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے اور حلال و حرام کی تمیز کا خاص خیال کریں۔ جو آپ دم عام طور پر کیا کرتے تھے وہ میں نے لکھ رکھا ہے فی الحال مجھے اپنے کاغذات سے مل نہیں سکا جیسے ملا اُسے بھی نذر قارئین کر دوں گا۔ حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھویؒ کی وفات پر شاعر شبیر جذبی کے چند منتخب اشعار اس حوالے سے نذر قارئین کر رہا ہوں۔

نوحہ خواں ہیں مدرسے اور مساجد ہیں سوگوار
شمع محفل بجھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک
آفتاب علم و تقویٰ چھپ گیا زیر قبر
اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک
عمر بھر کرتا رہا وہ خدمت دین اسلام
جان و دل میں بھر رہی تھی الفت دین رسول ﷺ

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت لکھویؒ کی دینی، قومی، تبلیغی اور سماجی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کے ناظم اعلیٰ، قومی سیاست کے سابق MNA وستارہ امتیاز، مفکر اسلام حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی، روحانی، سماجی طور پر ہم پر عیاں رہی ہے۔

جانتے ہو تو دیر پھر کیوں؟

☆ آپ نے حضرت لکھویؒ کو اپنی زندگی کے معاملات اور دینی، سماجی، سیاسی، طور پر کیسی شخصیت پایا؟

☆ ان کی کسی تقریر، نصیحت اور عمل کے ذریعے آپ نے اپنے اندر کوئی تبدیلی دیکھی جو اپنے اندر آپ نے پیدا کی؟ تو جو کچھ آپ نے دیکھا یا ان کے متعلق سن رکھا ہے براہ کرم اسے تحریری شکل میں کاغذ کی ایک طرف لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔

☆ ہم آپ کے تاثرات، خیالات اور واقعات کو صحافتی انداز میں تبدیل کر کے کتابی شکل میں شائع کریں گے۔ ان شاء اللہ

نوٹ: مواد جلد از جلد ارسال کریں کتاب پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

منجانب: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی (فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ) مطب سبحان اللہ گندھیاں روڈ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔03014481583

© rasailojaraid.com